www.KitaboSunnat.com

حدیث وسنت

مؤلف: امام عبدالرحمٰن بن رجب بغدادیؒ
مترجم: مولانا سعید مجتبیٰ سعیدی

حدیث "مؤمن لہلہاتی، نرم ونازک کھیتی کی مانند ہے" کی تشریح

کتابچہ "غاية النفع في شرح تمثيل المؤمن بخامة الزرع" کا اُردو ترجمہ

عرضِ مترجم: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دنیا میں وقتاً فوقتاً مختلف انداز سے آزماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان پر اس قسم کے حالات آئیں تو صبر سے کام لینا چاہئے، اسی سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے۔ بے صبری کا مظاہرہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے کہ انسان پر جب کوئی مصیبت، دکھ اور پریشانی آئے تو اس سے انسان کے گناہ معاف اور درجات بلند ہوتے ہیں حتیٰ کہ اگر انسان کو ایک کانٹا چبھے تو یہ بھی انسان کی خطاؤں کی معافی اور بلندیٔ درجات کا سبب بنتا ہے۔

امام زین الدین ابوالفرج عبدالرحمٰن بن رجب حنبلیؒ اپنے اس کتابچہ میں اسی موضوع کو زیر بحث لائے ہیں۔ اسے پڑھ کر سبق ملتا ہے کہ مصائب وآلام تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے بندوں کے لئے رحمت کا ذریعہ ہیں۔ بیماری، دکھ اور پریشانی وغیرہ سے گھبرانا نہیں چاہئے۔ کوئی بندہ جس قدر اللہ تعالیٰ کا مقرب ہو، اس کی آزمائش بھی اسی قدر ہوتی ہے۔ موضوع کی اہمیت کے پیش نظر راقم نے سلیس اردو زبان میں اس کا ترجمہ کیا ہے تاکہ اردو خواں طبقہ بھی اس کے مطالعہ سے مستفید ہوسکے۔ دعا ہے کہ اللہ کریم اس تحریر کو برادرانِ اسلام کے لئے مفید ونافع بنائے اور اس کے مصنف اور مترجم کو اپنی رحمت سے نوازے۔ آمین!

مصائب وآلام ...... رحمت یا زحمت؟

امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے بروایت ابوہریرہؓ بیان کیا ہے، نبی ﷺ نے فرمایا:

"مثل المؤمن كمثل خامة الزرع من حيث أتتها الريح كفأتها فاذا اعتدلت تكفأ بالبلاء والفاجر كالأرزة صماء معتدلة حتى يقصمها الله إذا شاء" (صحیح بخاری)

"مؤمن کی مثال لہلہاتی ہوئی نرم ونازک کھیتی کی مانند ہے، کسی طرف سے بھی آنے والی ہوا اسے جھکا دیتی ہے، جب وہ سیدھی ہوتی ہے تو اسے دوبارہ کسی مشکل اور مصیبت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس کے برعکس فاجر آدمی کی مثال صنوبر کے سیدھے اور مضبوط درخت کی مانند ہے (جو ہوا کے جھونکوں سے سرنگوں نہیں ہوتا بلکہ) اللہ جب چاہے اسے اکھاڑ پھینکتا ہے"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیحین ہی میں کعب بن مالکؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا:

"مثل المؤمن كالخامة من الزرع تفيؤها الرّيح مرة وتعدلها أخرى ومثل المنافق كالأرزة لا تزول حتى يكون انجعافها مرة واحدة"

''مؤمن کی مثال نرم و نازک کھیتی کی مانند ہے جسے ہوا اِدھر اُدھر جھکاتی اور کبھی اسے سیدھا کرتی رہتی ہے اور منافق کی مثال مضبوط تنے والے صنوبر کی مانند ہے جو ایک ہی دفعہ جھک کر گر پڑتا ہے''

اس مفہوم کی حدیث امام احمدؒ نے بروایتِ جابر بن عبداللہؓ اور امام بزارؒ نے بروایتِ انسؓ بیان کی ہے۔ان احادیث میں نبی ﷺ نے مؤمن کے جسمانی طور پر ابتلاء و آزمائش میں مبتلا ہونے کو نرم و نازک کھیتی سے تشبیہ دی ہے جسے ہوا کبھی دائیں اور کبھی بائیں جھکاتی رہتی ہے، اور آپؐ نے منافق کو سخت اور مضبوط تنے والے درخت سے تشبیہ دی ہے جسے معمولی ہوا ہلا جلا نہیں سکتی البتہ جب ہوا تند و تیز ہو تو اسے یکبارگی اکھاڑ پھینکتی ہے۔

مؤمن کو اس دنیا میں جسمانی طور پر مختلف عوارض میں مبتلا کئے جانے پر اس حدیث میں فضیلت بیان ہوئی ہے کہ اس سے اس کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس ایک گناہگار اور منافق شخص جس پر زیادہ آزمائش نہیں آتی وہ اپنے تمام گناہوں اور خطاؤں سمیت اللہ کے ہاں پہنچتا ہے اور ان اعمال کی جزا اور بدلہ کا سزاوار ہوتا ہے۔ یہ تکالیف اور مصائب اہل ایمان کے گناہوں کا کفارہ ہوتی ہیں، اس بارے میں بہت سی احادیث وارد ہیں ......

(۱) چنانچہ صحیحین میں ہے:

عن عائشةؓ عن النبي ﷺ قال: مامن مصيبة تصيب المسلم إلا كفر الله بها عنه حتى الشوكة يشاكها

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا:''مؤمن کو کوئی بھی تکلیف پہنچے خواہ اسے کانٹا ہی چبھے تو اللہ تعالیٰ اس تکلیف کے بدلے میں اس کے گناہوں کا بوجھ ہلکا کر دیتا ہے''

(۲) صحیحین ہی میں بروایتِ عطاء بن یسار مروی ہے:

عن أبي سعيد الخدريؓ و أبي هريرةؓ عن النبي ﷺ قال: ما يصيب المؤمن من بلاء ولا نصب ولا وصب ولا همّ ولا حزن ولا أذى ولا غم حتى الشوكة يشاكها إلا كفر الله بها من خطاياه

''ابوسعید خدریؓ اور ابوہریرہؓ فرماتے ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کو کوئی بھی بیماری، تکلیف، تھکاوٹ، غم، پریشانی یا ایذا وغیرہ لاحق ہوحتیٰ کہ اگر اسے کانٹا بھی چبھے تو اللہ تعالیٰ اس تکلیف کے عوض اس مؤمن کے گناہ معاف کر دیتا ہے''

(۳) صحیحین ہی میں روایت ہے:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عن ابن مسعودؓ عن النبیﷺ قال: مامن مسلم یصیبه أذی من مرض فما سواه إلا حث الله عنه خطایاه کما یحث ورق الشجرة"

''ابن مسعودؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: کہ کسی مسلمان کو کوئی مرض یا دیگر کوئی تکلیف لاحق ہو تو اس کے سبب اور اس کے عوض اللہ تعالیٰ اس کے گناہ یوں گرا دیتا ہے جیسے درخت کے پتے گرتے ہیں''

(۴) وفی روایة: یصیبه أذی شوکة فما فوقها إلا کفر الله بها سیأته کما تحط الشجرة ورقها

دوسری روایت کے الفاظ یوں ہیں کہ: ''مسلمان کو کانٹا لگے یا کوئی اور عارضہ لاحق ہو تو اس کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ یوں معاف کر دیتا ہے جیسے درخت کے پتے گرتے ہیں''

(۵) مسند احمد، سنن نسائی اور جامع ترمذی میں روایت ہے:

عن سعد بن أبي وقاصؓ عن النبیﷺ قال: ما یزال البلاء بالعبد حتی یترکه یمشی علی الأرض وما علیه خطیئة

''سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: کہ مؤمن کو مصائب، تکالیف اور آزمائشیں اس حد تک گھیرے رہتی ہیں تا آنکہ وہ زمین پر چلتا ہے تو اس کے نامۂ اعمال میں ایک گناہ بھی باقی نہیں رہتا۔''

(۶) مسند احمد، جامع ترمذی اور صحیح ابن حبان میں ہے:

عن أبی هریرةؓ عن النبیﷺ قال: مایزال البلاء بالمؤمن والمؤمنة فی جسده وماله وولده حتی یلقی الله وما علیه خطیئة

''ابوہریرۃؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: کہ کسی مؤمن مرد، عورت کو اس کے جسم، مال یا اولاد کے بارے میں ابتلا و آزمائش اس حد تک آتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو اس حال میں جا کر ملتا ہے کہ اس کے نامۂ اعمال میں ایک بھی گناہ باقی نہیں ہوتا''

(۷) صحیح ابن حبان میں ہے:

عن أبی هریرةؓ عن النبیﷺ قال: إن الرجل لیکون له عند الله المنزلة فما یبلغها بعمل فلا یزال الله یبتلیه بما یکره حتی یبلغه أیاها

''ابوہریرۃؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی بندے کے لئے ایک بلند مرتبہ مقدر ہوتا ہے، مگر وہ بندہ کوئی عمل کر کے اس مرتبہ کو حاصل نہیں کر پاتا تو اللہ تعالیٰ اسے اس کی مرضی و پسند کے خلاف اس حد تک آزماتا رہتا ہے کہ اس کے بدلے وہ بندہ اس مرتبہ کا مستحق ہو جاتا ہے''

(۸) المسند میں ہے:

عن جابرؓ عن النبیﷺ قال: مایمرض مؤمن ولا مؤمنة ولا مسلم ولا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمة إلاحطّ الله عنه خطاياه

''جابرؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا کہ کوئی مسلمان مؤمن، مرد یا عورت بیمار ہو تو اس بیماری کے عوض اللہ تعالیٰ اس بیمار کے گناہ معاف کردیتا ہے''

(۹) ابن حبان کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: "كما يحط الورق عن الشجر"

''بیماری کے سبب مسلمان کے گناہ یوں جھڑ جاتے ہیں جیسے کسی درخت کے پتے گرتے ہیں''

(۱۰) صحیح ابن حبان ہی میں ہے:

عن أبي الدرداءؓ عن النبي ﷺ قال: مايزال البلاء الصداع والليلة بالمؤمن وإن ذنبه مثل أحد فما يدعه وعليه من ذلك مثقال حبة من خردل وانما يعرف قدر البلاء إذا كشف الغطاء يوم القيامة

''ابودرداءؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: کہ مؤمن سردرد وغیرہ میں مبتلا رہے اور اس کے گناہ کثرت میں اُحد پہاڑ جتنے بھی ہوں تو بیماری کے سبب اس کے ذمہ کوئی معمولی گناہ بھی باقی نہیں رہتا اور مؤمن کو ان بیماریوں اور تکالیف کی قدر ومنزلت اور فضیلت کا اندازہ قیامت کے دن ہوگا جب پردے ہٹ جائیں گے''

(۱۱) جامع ترمذی میں ہے:

عن جابرؓ عن النبي ﷺ قال: يود أهل العافية يوم القيامة حين يُعطى أهل البلاء الثواب لو أن جلودهم قُرضت بالمقارض في الدنيا

''جابرؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ دنیا میں آزمائشوں، تکالیف ومصائب میں مبتلا رہنے والوں کو جب قیامت کے دن بے حد وحساب اجروثواب سے نوازا جائے گا تو دنیا میں خوشحالی اور صحت وتندرستی کی زندگی گزارنے والے لوگ خواہش کریں گے کہ اے کاش! دنیا میں ہماری جلد اور جسم کو قینچیوں سے کاٹا جاتا اور ہم بھی آج یہ عظیم القدر ثواب حاصل کرسکتے''

(۱۲) سنن ابی داود میں ہے:

عن عامر قال: جلستُ إلى النبي ﷺ فذكر الأسقام فقال: إن المؤمن إذا أصابه السقم ثم أعفاه الله منه كان كفارة لما مضى من ذنوبه و موعظة له فيما يستقبل، وإن المنافق إذا مَرِض ثم أعفى كان كالبعير عقله أهله ثم أرسلوه فلم يدرِ لِمَ عقلوه ولِمَ ارسلوه فقال رجل ممّن حوله: يارسول الله! وما الأسقام؟ والله ما مرضتُ قط، قال: "قم عنّا فلستَ منّا"

''عامرؓ کا بیان ہے، میں نبی ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا، بیماریوں کا ذکر ہوا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مؤمن جب بیمار ہو کر صحت یاب ہو تو وہ بیماری اس کے سابقہ گناہوں کا کفارہ اور آئندہ کے لئے نصیحت ہوتی ہے۔ اس کے برعکس منافق بیماری سے صحت یاب ہو تو اس کا حال اس اونٹ کی مانند ہوتا ہے جسے اسکے مالک نے باندھا اور پھر چھوڑ دیا، وہ نہیں جانتا کہ مالک

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے مجھے باندھا کس لئے تھا اور چھوڑا کیوں ہے؟ یہ گفتگو سن کر ایک شخص نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! بیماری کیا ہوتی ہے؟ اللہ کی قسم! میں تو کبھی بیمار نہیں ہوا۔ آپؐ نے فرمایا: ''اُٹھ جا! تو ہم میں سے نہیں''۔ اسی قسم کا ایک اور واقعہ بھی مجمع میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک شخص سے بخار کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا: میں تو بخار کو جانتا تک نہیں (یعنی مجھے کبھی بخار نہیں ہوا) تو آپؐ نے فرمایا: "من سرّه أن ینظر إلی رجل من أهل النار فلینظر إلی هذا"

''کہ جو کوئی کسی دوزخی کو دیکھنا چاہے تو وہ اسے دیکھ لے''

ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے مصائب وآلام میں مبتلا ہونے کو اہل جنت اور اہل جہنم کے مابین علامت فارقہ قرار دیا ہے۔ جیسا کہ سابقہ احادیث میں اسی کو مؤمنین اور منافقین کے درمیان علامت بیان فرمایا ہے۔

(۱۳) المسند میں ہے:

"عن أبی هريرة أن النبی ﷺ ذكر أهل النار، فقال: كل شديد جعظري هم الذي لا يألمون رؤوسهم"

''ابوہریرہؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے اہل جہنم کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''ہر وہ شخص جو عرشی طبیعت، بداخلاق ہو اور اسے کبھی سر درد تک نہ ہوا، (وہ سب جہنمی ہیں)''

(۱۴) المسند میں ہے:

''انسؓ کا بیان ہے کہ ایک عورت آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آئی، اس نے اپنی بیٹی کے حسن وجمال کا ذکر کرنے کے بعد آپؐ سے پوچھا: کیا آپ کو اس میں رغبت ہے؟ آپؐ نے رضامندی کا اظہار فرمایا: وہ عورت اس کے بعد اپنی بیٹی کی مدح کرتی رہی۔ دورانِ گفتگو اس نے یہ بھی ذکر کیا کہ وہ لڑکی اس قدر صحت مند اور تندرست ہے کہ اسے کبھی سر درد نہیں ہوا اور نہ کبھی وہ بیمار ہوئی ہے، تو آپؐ نے یہ سن کر فرمایا: ''مجھے تیری اس بیٹی کی کوئی ضرورت نہیں''

یہی واقعہ امام ابن ابی الدنیا نے دوسری سند سے مرسلاً روایت کیا ہے، اس میں ہے: آپؐ نے فرمایا: "لاحاجة لی فی ابنتك تجيئنا تحمل خطاياها، لا خير فی مال لايرزأ فيه وجسد لا ينال منه" ''مجھے تمہاری بیٹی کی قطعاً ضرورت نہیں، وہ ہمارے ہاں اپنے گناہ ساتھ لے آئے گی، جس مال اور جسم میں کوئی آزمائش نہ آئے، اس مال اور جسم میں کوئی خیر نہیں''

(۱۵) ابن ابی الدنیا نے قیس بن حازم سے باسند بیان کیا ہے کہ خالد بن ولیدؓ نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی، بعد ازاں وہ اس کی خوب مدح کیا کرتے تھے۔ کسی نے کہا: ابوسلیمان! (اگر وہ اسی قدر مدح وستائش کے قابل تھی) تو آپ نے اسے طلاق کیوں دی؟ فرمایا: میں نے اسے اس کے کسی دکھ یا پریشانی کی وجہ سے طلاق نہیں دی ہے بلکہ اصل وجہ یہ تھی کہ جب سے وہ میرے ہاں آئی کبھی بیمار ہی نہ ہوئی تھی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۶) ابن ابی الدنیا نے باسند بیان کیا ہے کہ عمار بن یاسرؓ کی خدمت میں بیماریوں کا ذکر ہوا تو ایک اعرابی بولا: میں تو کبھی بیمار نہیں ہوا، اس کی بات سن کر عمارؓ نے فرمایا: تم ہم میں سے نہیں ہو، مسلمان کسی بیمار یا تکلیف میں مبتلا ہو تو اس کے گناہ یوں جھڑ جاتے ہیں جیسے خشک درخت کے پتے، البتہ کافر و فاجر بیمار ہو تو اس کا حال اُونٹ کی مانند ہے جسے باندھا جائے تو نہیں جانتا کہ اسے باندھے جانے کا سبب کیا ہے اور اگر اسے چھوڑ دیا جائے تو وہ نہیں جانتا کہ اسے چھوڑا کیوں گیا ہے؟

(۱۷) ابن ابی الدنیا نے کعبؓ سے باسند بیان کیا ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے تورات میں پڑھا (اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے)

"لَولا أن يجزى عبدى المؤمن لَعُصِبَ الكافر بعصابة من حديد لا يصدع أبدا"

''اگر میرے مؤمن بندوں کے رنجیدہ خاطر ہونے کا اندیشہ نہ ہوتو کفار کو لوہے کا ایک حلقہ پہنا دیا جائے اور انہیں کبھی سر درد تک نہ ہو''

(۱۸) حسن رحمہ اللہ کا کہنا ہے:

''جب کسی مسلمان پر ایک سال کسی مالی و جانی نقصان کے بغیر گزر جاتا تو وہ از راہِ حسرت کہتے: کیا بات ہوئی، اللہ تعالیٰ نے ہمیں چھوڑ ربھلا ہی دیا ہے؟''

(۱۹) حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''لوگو! تم اس شکار کی مانند ہو جسے روزانہ تیر مارے جاتے ہیں اور ہر دفعہ تیر نشانے پر جا لگتا ہے، خطا نہیں ہوتا۔ سمجھنے والے سمجھ جاتے ہیں اور غافل غفلت میں مدہوش رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ اسے آخری تیر ایسا آن لگتا ہے جو اس کا کام پورا کر دیتا ہے۔''

(۲۰) صالح بن معمار رحمہ اللہ ایک مریض کی عیادت کو تشریف لے گئے تو مریض سے فرمایا:

''تمہیں تمہارے رب نے جھنجھوڑا ہے، سنبھل جاؤ''

(۲۱) ابن عباسؓ جب کسی فقیر کو دیکھتے تو فرماتے:

﴿وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ﴾ ''کہ اپنے رب کے فیصلے پر راضی رہو اور صبر کرو''

یہ بات بسند ضعیف خوات بن جبیرؓ سے بھی مروی ہے۔

(۲۲) حسن رحمہ اللہ بیماری کے دنوں میں کہا کرتے تھے:

''اللہ کی قسم! بیماری کے ایام مؤمن کے لئے برے دن نہیں ہوتے، ان دنوں میں یا تو اس کی موت کا وقت قریب آچکا ہوتا ہے یا آخرت کے متعلق وہ جو کچھ بھول چکا ہوتا ہے، بیماری کے ذریعے اسے وہ بھولا سبق یاد کرایا جاتا ہے یا اس بیماری کے سبب اس کے گناہ معاف کئے جاتے ہیں اور جب کوئی مریض بیماری سے صحت یاب ہوتا تو یہی حسن رحمہ اللہ اس کے پاس جاتے اور فرماتے، بھئی! اللہ تعالیٰ نے تمہیں (بیماری کے ذریعہ) بھولا سبق یاد کرایا ہے، اسے یاد کرلو، اس نے تمہیں دوبارہ صحت عطا کی ہے، اس کا شکر بجا لاؤ، یہ بیماریاں اور تکالیف سابقہ گناہوں کا کفارہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور اہل ایمان کے لئے وعظ و تذکیر کا سبب ہیں تاکہ وہ ان سے سبق سیکھیں اور ماضی کی روش ترک کرکے اپنے مستقبل کی اصلاح کریں۔"

(۲۴) فضیل رحمہ اللہ کہا کرتے تھے:

"ہر بیمار موت سے دوچار نہیں ہوتا بلکہ یہ بیماریاں انسانوں کو سبق سکھانے اور ان کی اصلاح کے لئے پیدا کی گئی ہیں۔" درج ذیل آیتِ کریمہ میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے:

﴿أَوَلَا يَرَوْنَ أَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ فِي كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُونَ﴾ (التوبہ:۱۲۶) "کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ انہیں ہر سال ایک دو مرتبہ آزمایا جاتا ہے پھر بھی یہ نہ توبہ کرتے ہیں اور نہ نصیحت پکڑتے ہیں"

ایک بزرگ کا قول ہے:

"تم ہر سال بیمار ہوتے اور کمزور پڑتے ہو مگر سبق نہیں سیکھتے، آخر کب تک؟"

اس حدیث کے نکات

یاد رہے کہ اس حدیث میں مؤمن کو نرم و نازک لہلہاتی کھیتی سے اور منافق و فاجر کو بڑے بڑے مضبوط درختوں سے تشبیہ و تمثیل دینا، بہت سے نکات پر مشتمل ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ان میں سے بعض اہم نکات ذکر کرتے ہیں:

۱۔ یہ کہ بڑا درخت، طاقتور، مضبوط اور قوی ہوتا ہے۔ وہ گرمی، سردی وغیرہ سے متاثر نہیں ہوتا جبکہ اس کے برعکس کھیتی کمزور اور نرم و نازک ہوتی ہے، اسی طرح اہل ایمان اور منافقین اور اہل جنت و اہل جہنم کے درمیان بھی یہی فرق ہے۔ صحیحین میں حارثہ بن وہبؓ سے مروی ایک حدیث ہے، نبی ﷺ نے فرمایا:

"ألا أخبركم بأهل الجنة وأهل النار؟ أهل الجنة كلّ ضعيف مُتضعّف لو أقسم على الله لأبرّه، ألا أخبركم بأهل النار كل عُتُلّ جوّاظ مُستَكبِر"

"کیا میں تمہیں جنتی اور دوزخی کی علامات نہ بتاؤں؟ جنتی وہ ہے جو کمزور ہو اور لوگ بھی اسے کمزور اور حقیر جانیں مگر اللہ کے ہاں اس کا مقام یہ ہے کہ وہ اگر اللہ پر کوئی قسم ڈال دے تو اللہ اس کی بات کو پورا کردیتا ہے اور کیا میں تمہیں جہنمی کی نشانی نہ بتلاؤں؟ ہر سخت مزاج، ترش رو، پیٹو اور کنجوس اور تکبر کرنے والا جہنمی ہے"

مسند میں ہے:

عن أبي هريرةؓ عن النبيﷺ قال: ألا أنبئكم بأهل الجنة؟ قالوا بلىٰ، قال: الضعفاء المغلوبون، ألا أنبئكم بأهل النار؟ قالوا: بلىٰ، قال: كل شديد جَعظري هم الذى لا يألمون رؤوسهم

"ابوہریرہؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں اہل جنت کے متعلق نہ بتلاؤں؟

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحابہ نے کہا، ضرور بتلائیں، فرمایا: دنیوی طور پر کمزور، حقیر اور مغلوب لوگ (یہ جنتی ہیں) پھر آپؐ نے فرمایا: کیا میں تمہیں اہل جہنم کے متعلق نہ بتلاؤں؟ صحابہ کرام نے کہا: ضرور بتلائیں تو فرمایا: ہر وہ شخص جو ترش مزاج، بداخلاق ہے (اور اس قدر مطمئن اور خوش ہے کہ) اسے کبھی سر درد بھی نہ ہوا۔"

مسند احمد میں اسی مفہوم کی ایک حدیث سراقہ بن مالکؓ اور عبداللہ بن عمرؓ سے بھی مروی ہے۔ صحیحین میں ابو ہریرہؓ کی روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا:

"تحاجت الجنة والنار فقالت الجنة: مالي لايدخلني إلاضعفاء الناس وسقطهم وقالت النار: مالي لا يدخلني إلاالجبارون المتكبرون...... الحديث"

''جنت اور دوزخ کا آپس میں مکالمہ ہوا تو جنت نے کہا: میں کیا کروں، میرے اندر تو (دنیوی طور پر) کمزور اور حقیر لوگ داخل ہوں گے، اور جہنم نے کہا: میں کیا کروں میرے اندر ظالم اور متکبر لوگ آئیں گے"

قرآنِ کریم میں منافقین کو بظاہر طویل ومضبوط تنوں سے تشبیہ دی گئی ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

﴿وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ وَإِنْ يَقُولُوا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ كَأَنَّهُمْ خُشُبٌ مُسَنَّدَةٌ﴾ (المنافقون:۴)

''اور اگر آپؐ ان کے جسموں کو دیکھیں تو آپ کو اچھے لگیں اور اگر بات کریں تو آپ توجہ سے ان کی بات کو سنیں گے گویا وہ دیواروں کے ساتھ کھڑی کی ہوئی لکڑیاں ہیں"

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس آیتِ کریمہ میں منافقین کے متعلق بیان کیا ہے کہ وہ جسمانی طور پر بظاہر انتہائی خوبصورت ومکمل، پسندیدہ اور اس قدر بہترین گفتگو کرنے والے ہیں کہ دیکھنے والے کو ان کا منظر دلفریب نظر آتا ہے اور ان کی باتیں سننے والا ان کی باتیں سن کر ششدر رہ جاتا اور پوری توجہ سے اور انہماک سے ان کی بات کو سنتا ہے۔ مگر یہ لوگ باطنی طور پر لڑائی کے شوقین، لڑاکے، جھگڑالو ہیں اور ان میں اس قدر عیوب ونقائص ہیں جو ان کے لئے مہلک ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں ان چیزوں سے تشبیہ دی ہے جن کا کوئی فائدہ نہیں۔ اور وہ احساس سے خالی ہیں اور ان کے دل اس قدر کمزور اور خوفزدہ ہیں کہ آسمان سے اترنے والی ہر تنبیہ (وحی) سے ڈرتے ہیں کہ کہیں ان کے خلاف نہ نازل ہو، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا: یہ منافق مکمل طور پر آپ کے دشمن ہیں، آپ ان سے بچ کر رہیں۔ اسی طرح ان میں سے بظاہر آپ کے قریب رہنے والا جو کچھ اظہار کرتا ہے، اس کے دل میں اس کے برعکس جذبات ہیں اور وہ ہر چھوٹی چھوٹی بات سے ڈرتا رہتا ہے۔

البتہ اہل ایمان کا حال اس کے برعکس ہوتا ہے۔ ظاہری طور پر ان کے جسم کمزور اور ان کی گفتگو کا انداز انتہائی دھیما ہوتا ہے۔ وہ اپنے جسم کی نشوونما کرنے کی بجائے اپنے قلوب واَرواح کی تربیت کرتے ہیں، ان کا باطن انتہائی پختہ اور مضبوط ہوتا ہے۔ اس قوت کی بدولت وہ جہاد، عبادات اور دینی علوم جیسے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر مشقت اَعمال بآسانی بجا لاتے ہیں جبکہ منافقین ضعیف قلب کی بدولت ایسے امور بجا لانے کی قدرت نہیں رکھتے۔ نیز اہل ایمان اپنے نفس کے فتنہ کے ڈر سے اپنے دلی جذبات اور کیفیات کو پوشیدہ رکھتے ہیں۔ ان کا باطن ظاہر کی نسبت کہیں بہتر ہوتا ہے اور ان کی ظاہری حالت سے ان کی باطنی اور پوشیدہ حالت زیادہ شاندار ہوتی ہے۔

سلیمان تیمی رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے خواب میں دیکھا، کوئی شخص میرے پاس آیا، اس نے کہا: اے سلیمان! مؤمن کی اصل قوت اس کے دل میں ہوتی ہے۔ وہ اپنے جسم کی نشوونما کرنے کی بجائے اپنے دل کی آبادی میں مگن رہتا ہے۔ اسی لئے اس کا بدن نحیف وکمزور ہوتا ہے اور اسی لئے اسے بسا اوقات بہت سے مصائب وآلام سے دوچار بھی ہونا پڑتا ہے۔ اگر لوگوں کو اس کی عظمت اور اس کی قلبی قوت کا اندازہ ہو تو وہ اسے ایذائیں نہ دیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا: تم لوگوں میں شہد کی مکھی کی مانند بن کر رہو، لوگ اسے کمزور اور حقیر تصور کرتے ہیں۔ اگر انہیں یہ اندازہ ہو کہ اس کے پیٹ میں کیا ہے تو وہ اسے کبھی حقیر نہ سمجھیں، اسی طرح مؤمن کے دل میں قوتِ ایمان اور استقامت جاگزیں ہوتی ہے۔

☆ قلبِ مومن میں ایمان کی مثال اس پاکیزہ درخت کی مانند ہے جس کی جڑیں مضبوط اور شاخیں انتہائی بلند ہیں۔ وہ ایمان کی حالت میں زندگی گزارتا ہے۔ اسے موت بھی ایمان کی حالت میں آتی ہے اور اسے قیامت کے روز ایمان کی حالت میں ہی اٹھایا جائے گا۔ دنیوی تکالیف، مصائب اور آلام مؤمن کو دائیں بائیں اُلٹتے پلٹتے رہتے ہیں مگر وہ مؤمن کے دل پر اثر انداز نہیں ہوسکتے کیونکہ وہ ایمانی قوت کے ساتھ محفوظ ہوتا ہے۔ اس کے برعکس کافر، منافق اور فاجر کا جسم قوی ہوتا ہے، حوادث اسے اُلٹ پلٹ نہیں سکتے مگر اس کا دل انتہائی ضعیف اور کمزور ہوتا ہے۔ مختلف خواہشات اور تمنائیں اس کے دل میں انگڑائیاں لیتی اور اسے اِدھر اُدھر لے جاتی ہیں۔ اس کے دل کی مثال اس بے کار پودے کی مانند ہے جو زمین کے اوپر ہی ٹھہرا ہوا ہو اور اس کو کوئی مضبوطی حاصل نہ ہو۔ جیسا کہ حنظل (تمہ) وغیرہ کا پودا ہوتا ہے جس کی جڑیں زمین میں مضبوط نہیں ہوتیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: وہ لوگ احمق ہیں جو ہر پکارنے والے کے پیچھے چل پڑتے ہیں اور ہر ہوا کے ساتھ جھک جاتے ہیں۔ انہیں علم کی روشنی حاصل نہیں ہوتی اور نہ ان کا کوئی مضبوط سہارا ہوتا ہے۔

☆ اس تفصیل سے پیش نظر حدیث میں مؤمن کو نرم و نازک لہلہاتی کھیتی سے اور فاجر کو سخت تنے والے صنوبر کے درخت سے تشبیہ وتمثیل خوب واضح ہوجاتی ہے۔ نیز اس سے اس حدیث کی بھی خوب وضاحت ہوجاتی ہے جس میں مؤمن کو کھجور کے درخت سے تمثیل دی گئی ہے۔ اور جس حدیث میں مومن کو نرم و نازک لہلہاتی کھیتی سے تشبیہ دی گئی ہے، اس میں مؤمن سے مراد اس کا جسم ہے جس پر مختلف

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصائب و آلام آتے رہتے ہیں اور جس حدیث میں مؤمن کو کھجور کے درخت سے تشبیہ دی گئی ہے اس سے اس کا ایمان، عمل اور قول مراد ہیں۔ اس کی مزید وضاحت اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے:

﴿اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِى السَّمَآءِ ۙ تُؤْتِىْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ ۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا﴾ (ابراہیم:۲۴،۲۵)

''تم دیکھتے نہیں اللہ تعالیٰ نے کس طرح پاکیزہ کلمہ کو عمدہ اور پاکیزہ درخت سے تشبیہ دی ہے جس کی جڑیں زمین میں مضبوط ہیں اور اس کی شاخیں آسماں پر پہنچی ہوئی ہیں اور وہ اللہ کے حکم سے ہر موسم میں ثمر آور ہوتا ہے''

اللہ تعالیٰ نے مؤمن کے دل میں موجود اسلام کی بنیاد کلمہ شہادت کو کھجور کے ساتھ تشبیہ دی ہے جس کی جڑیں زمین میں انتہائی مضبوط ہوتی ہیں نیز اللہ تعالیٰ نے مؤمن کے ان اعمال کو جو آسمان کی طرف جاتے ہیں، کھجور کی بلندی سے تشبیہ دی ہے۔ نیز لحظہ بہ لحظہ مؤمن سے صادر ہونے والے صالح اَعمال کو اللہ تعالیٰ نے کھجور کے اس موسم میں پھلدار اور ثمر آور ہونے سے تشبیہ دی ہے۔

ابوہریرہؓ سے روایت ہے: ''ضعیف مؤمن کا دل نرم و نازک، لہلہاتی کھیتی کی مانند اور قوی مؤمن کا دل کھجور کے درخت کی مانند ہے'' (مسند بزار وغیرہ)

یہ تشبیہ اس لحاظ سے ہے کہ نرم کھیتی کا پھل بالیاں ہوتی ہیں جو کہ حد درجہ ضعیف ہوتی ہیں، نیز چونکہ وہ زیادہ دور اور بلندی میں نہیں ہوتیں، اس لئے ہر ایک اسے حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ہر شخص اسے کھانے، چوری کرنے، جانور اسے چرنے اور پرندے بھی اسے کھانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ کمزور مؤمن کا بھی یہی حال ہوتا ہے، اکثر لوگ اس سے عداوت رکھتے ہیں، کیونکہ شروع شروع میں اسلام بھی لوگوں کی نظر میں غریب اور اجنبی تھا، آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے مطابق ایک دور آئے گا کہ یہ دوبارہ لوگوں کی نظر میں غریب اور اجنبی ہوجائے گا پس جن اہل ایمان کو لوگ اجنبی، غیر اور غریب سمجھیں ان کے لئے بشارت اور مبارک ہے کہ لوگ بالعموم ایسے اہل ایمان کو کمزور، غریب اور حقیر سمجھتے ہیں اور پھر انہیں دکھ دیتے ہیں۔

ان کے برعکس کافر، منافق اور فاجر جو صنوبر کی مانند سخت جسم ہوتا ہے، اسے کوئی منہ نہیں لگاتا، نہ کوئی اسے حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے، نہ ہوائیں اسے ہلاتی جلاتی ہیں۔ اس کے مشکل الحصول ہونے کے سبب کوئی اس کے پھل کی خواہش یا تمنا بھی نہیں کرتا، امام احمدؒ کی 'کتاب الزہد' میں عصام بن یحییٰ مصری سے منقول ہے، وہ کہتے ہیں کہ حوارین (عیسیٰ علیہ السلام کے صحابہ) نے عیسیٰ علیہ السلام سے شکایت کی کہ لوگ ہم سے نفرت کرتے اور ہمیں کھا جانا چاہتے ہیں (اس کی کیا وجہ ہے؟) تو عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ''اہل ایمان ایسے ہی ہوتے ہیں، لوگ ان سے نفرت کیا کرتے ہیں۔ ان کی مثال دانہ و گندم کی سی ہے، اس کا ذائقہ کیا خوب ہے اور لوگ کس رغبت سے اسے کھاتے ہیں۔''

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کعبؒ کہتے ہیں کہ تورات میں ہے: ''کسی قوم میں اگر کوئی صاحبِ حلم وحوصلہ شخص ہو تو لوگ اس پر زیادتیاں اور اس سے حسد کرتے ہیں'' ...... خیثمہؒ کے ایک قول کا مفہوم ہے کہ:

''بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنے آپ کو فائدہ پہنچانے اور مجھے ایذاء دینے میں کوشاں رہتے ہیں۔ یقیناً کوئی منافق کسی مؤمن کو کبھی پسند نہیں کرتا۔''

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مؤمن اور مصائب وآلام کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ تکالیف اسے دائیں بائیں اُلٹتی پلٹتی رہتی ہیں وہ اسے جدھر لے چلیں یہ اُدھر کو جھک جاتا ہے۔ انجامِ کار وہ ان تمام تکالیف اور مصائب وآلام سے چھٹکارا حاصل کرکے بری موت سے بچ جاتا ہے اور اس کی زندگی کا خاتمہ اچھائی پر ہوتا ہے اور اس کی مثال اس بالی کی طرح ہوتی ہے جسے تیز ہوائیں دائیں بائیں اُلٹاتی ہیں اور وہ ادھر کو جھک جاتی ہے چنانچہ تیز ہوائیں اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتیں۔

عربوں کے ہاں ایک کہاوت ہے کہ ''جب تم ہوا کی تندی کو دیکھو تو مقابلہ کرنے کی بجائے جھک جاؤ یعنی جب تم کسی کو غالب آتے دیکھو تو عاجز بن جاؤ''۔

داناؤں کا کہنا ہے کہ کسی دشمن یا طاقتور کو عاجز کئے بغیر روکا نہیں جاسکتا۔ اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کہ نرم کھیتی اپنی نرمی کے سبب تیز جھونکوں کی شدت اور نقصان سے محفوظ رہتی ہے۔ جبکہ بڑے بڑے سخت قسم کے تناور درخت جب ہوا کے مقابل آتے ہیں تو ٹوٹ ٹوٹ کر گر جاتے ہیں۔

پس فاجر اپنی قوت اور بڑائی کے سبب نقصان اٹھاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قومِ عاد کے متعلق فرمایا: ﴿فَأَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ﴾ (حم السجدة:١٥)

''اور قوم عاد نے زمین میں ناحق تکبر کیا''

تو جو شخص اللہ تعالیٰ کی عظمت کے آگے جھک جائے، اس کی آزمائشوں پر صبر کرے، اس کا انجام جنت ہے، وہ دنیا وآخرت میں محفوظ ہوتا ہے اور اس کے بہتر انجام کی توقع ہے۔ مگر فاجر جو اللہ کے مقابلے میں بڑائی اور اس کا مقابلہ کرنے کی کوشش کرے، اللہ اسے اپنی گرفت میں لے لیتا ہے اور اس پر مختلف امتحان اور آزمائشیں آتی ہیں جو اسے تباہ کردیتی ہیں اور وہ کسی بھی صورت ان آزمائشوں سے نہیں بچ سکتا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

إن الرياح اذا عصفن فإنما
تولى الأذية شامخ الأغصان

''جب تیز ہوائیں چلتی ہیں تو بلند وبالا درختوں کو گرا دیتی ہیں''

ایک اور شاعر نے کہا ہے:

من أخمل النفس أحيانا وروحها
ولم يبت طاويا منها لمنحل
إن الرياح إذا اشتدت عواصفها
فليس ترمي سوى العالي من الشجر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''وہ اچھا آدمی ہے جو اپنے آپ کو مشکل اور آسانی کا عادی بنائے رکھے اور پیش آمدہ حالات پر خاموش ہو کر بیٹھا نہ رہے بلکہ سخت اور مشکل حالات کا مقابلہ کرے کیونکہ تیز اور سخت ہوائیں بھی صرف بلند وبالا اشجار کو نشانہ بناتی ہیں''

اس حدیث سے مزید یہ بھی معلوم ہوا کہ کھیتی کی ہر شاخ اگرچہ کمزور ہوتی ہے، مگر وہ اپنے ثمر، اپنے ساتھ اُگنے والے پودوں وغیرہ سے تقویت پاتی ہے۔ اس کے برعکس بڑے بڑے درخت ایک دوسرے کے کام نہیں آتے۔ اسی حقیقت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ اور آپؐ کے اصحاب کو کھیتی سے تشبیہ دی ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

﴿مَثَلُهُمْ فِى الْاِنْجِيلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ﴾ ''انجیل میں انہیں اس کھیتی سے تشبیہ دی گئی ہے جو اپنی نرم ونازک کونپلیں نکالتی ہے پھر کچھ مضبوط ہونے کے بعد موٹی ہو کر اپنے تنوں پر سیدھی کھڑی ہو جاتی ہے'' (سورۃ الفتح)

قرآنِ مجید کی اس آیت میں نبی ﷺ کو کھیتی سے تشبیہ دی گئی ہے جو اکیلی اکیلی اگتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے صحابہؓ کے ذریعہ نبی ﷺ کی مدد فرمائی۔ گویا کہ صحابہ کھیتی کی کونپلوں کی مانند ہیں۔ بعد ازاں کھیتی کی ہر شاخ اپنے پتوں، کونپلوں اور شاخوں سے قوت پا کر موٹی اور مضبوط ہوتی چلی جاتی ہے۔

انجیل میں ہے: ''عنقریب ایک ایسی قوم آئے گی جو کھیتی کی مانند بڑھے گی''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد بھی ہے: ﴿وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ﴾

''مؤمن مرد اور عورتیں ایک دوسرے کے خیر خواہ ہوتے ہیں'' (التوبہ:۷۱)

تو گویا اہل ایمان کی آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ظاہری طور پر اور دِلی طور پر محبت ہوتی ہے۔

اسی لئے فرمایا: ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ﴾ (الحجرات:۱۰) ''تمام اہل ایمان آپس میں بھائی بھائی ہیں'' کیونکہ سب اہل ایمان کے دل ایمان کی بنیاد پر ایک ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس منافقین کے دل ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى﴾ (الحشر:۱۴)

''آپ انہیں متحد سمجھتے ہیں، حالانکہ ان کے دل ایک دوسرے سے جدا جدا ہیں''

ان کی خواہشات مختلف ہوتی ہیں، دلی طور پر ان میں ایک دوسرے کی محبت نہیں ہوتی اور وہ صرف کفر ونفاق کی بنیاد پر ایک جیسے ہوتے ہیں۔ صحیحین میں ہے، نبی ﷺ نے فرمایا:

"المؤمن للمؤمن كالبُنيان يشدّ بعضه بعضا وشبّك بين أصابعه"

''کہ ایک مؤمن کا دوسرے مؤمن سے یوں تعلق ہوتا ہے جیسے دیوار ہو، اس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو تقویت پہنچاتا ہے۔ یہ بات ارشاد فرماتے وقت آپؐ نے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل فرمایا''

ایک اور حدیث میں ہے، نبی ﷺ نے فرمایا:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"مثل المؤمنين في توادّهم و تراحمهم و تعاطفهم كمثل الجسد الواحد إذا اشتكى منه عضو تداعى سائره بالحمّى والسّهر"

"اہل ایمان کی آپس میں الفت، محبت اور شفقت کی مثال ایک جسم کی مانند ہے، جب جسم کا کوئی ایک عضو مریض ہو تو بخار اور بیداری میں سارا جسم اس کی لپیٹ میں آجاتا ہے"

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کھیتی سے جہاں کھیتی کاٹنے والے مستفید ہوتے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ غرباء، مساکین اور پرندے بھی فیض یاب ہوتے ہیں کیونکہ کٹائی کے وقت کچھ بالیاں اور دانے زمین پر گر جاتے ہیں جن سے یہ چیزیں فائدہ اٹھاتی ہیں۔ بسا اوقات کھیتی کا کچھ تنا یا مُڈھ زمین میں رہنے دیا جاتا ہے اور اس سے دوبارہ فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ بعض غلے ایک دفعہ بوئے جائیں تو وہ کئی کئی مرتبہ اُگتے ہیں۔ یہی حال مؤمن کا ہے کہ جب وہ فوت ہوجاتا ہے تو اس کے بعد اس کا چھوڑا ہوا نفع بخش علم، صدقہ جاریہ یا نیک اولاد ہوتی ہے جن سے لوگ اور وہ خود مستفید ہوتا رہتا ہے۔ لیکن فاجر جب زمین سے رخصت ہوتا ہے تو اس کا کوئی نفع، فائدہ یا اثر باقی نہیں ہوتا بلکہ بسا اوقات وہ برے اثرات چھوڑ کر مرتا ہے تو وہ اس سخت تنے والے درخت کی مانند ہے جس کا سوائے ایندھن کے کوئی مصرف نہیں۔

☆ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کھیتی کا اُٹھانا ایک بابرکت عمل ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ ایک ایک دانے سے سات سات بالیاں نکلتی ہیں اور ہر بالی سو سو دانوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ اور اللہ جسے چاہے اس سے بھی زیادہ کردیتا ہے۔ جبکہ بڑے درختوں کی یہ کیفیت نہیں ہوتی۔ ان کے بیج بوئے جائیں تو ایک بیج سے ایک ہی پودا اُگتا ہے۔

☆ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کھیتی سے حاصل ہونے والے دانے انسانوں کی ضرورت پوری کرتے، ان کی غذا بنتے اور ان کی زندگی کا سبب ہیں۔ اسی طرح ایمان دلوں کی خوراک، روح کی غذا اور اَجسام کی زندگی کا سبب ہے۔ ایمان سے محرومی دل کی موت ہے اور دل کی موت دنیا و آخرت کی ہلاکت ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

لیس من مات فاستراح بميت
إنّما الميت ميت الأحياء

"جو شخص مر کر دنیوی مصائب و آلام سے چھٹکارا پاگیا وہ مردہ نہیں، درحقیقت مردہ وہ ہے جو زندہ ہونے کے باوجود مردہ ہو"

اسی لئے آنحضرت ﷺ نے مؤمن کو نرم و نازک لہلہاتی کھیتی سے تشبیہ دی ہے کہ کھیتی سے اَجسام کی زندگی ہے جبکہ ایمان سے اَرواح کی زندگی ہے۔ بعض بڑے بڑے درخت صنوبر وغیرہ کے پھل کا کوئی فائدہ نہیں اور اس کے نہ ہونے کا کوئی نقصان بھی نہیں۔ اس درخت اور اس کے پھل کے غیر مفید یا قلیل الفائدہ ہونے کی وجہ سے آنحضرت ﷺ نے فاجر و منافق شخص کو اس درخت سے تشبیہ دی ہے۔ واللہ اعلم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ